اردو مکتوب نگاری کی اہمیت

صباحت معین
نورینہ تحریم بابر

Abstract:

Letter writing is important prose sort of Urdu literature. It has long been an important source of biographical information, a powerful tool to understand the personality of the writer and shows the historical importance of that very era. That's why letters of great writers and poets have acquired prime importance in Urdu letter writing history. Letters reveal the personal and private life of writers and have great literary importance as they are important source of getting first-hand knowledge of writer's personal and private life and the era which he represents. Letters from important historical figures like Shibli, Ghalib,Allama Iqbal etc can shed light on what they were thinking, what was happening in their lives when they were making history and the importance of era in which they were living.Letter writing has social value too and the letters of scholars, critics, poets, religious scholars, thinkers and intellectuals have great place in Urdu literary history.

خطوط اردو ادب کی اہم نثری صنف ہے۔ یہ ادبی صنف "اورل ہسٹری" کا ایک بڑا ذریعہ ہے۔ کسی بھی دور میں جب لوگ آپس میں خط کتابت کرتے ہیں تو اکثر ارد گرد پیش آنے والے حقائق کو من وعن بتاتے ہیں۔ یہ کسی کی خوشنودی کے لیے نہیں لکھے جاتے اور نہ ہی ان پر کوئی اصول وضوابط لاگو ہوتے ہیں۔

خطوط نگاری کو انسانی تہذیب کی معراج سمجھا جاتا ہے۔ تاریخ انسانی میں خطوط واردات قلبی و ذاتی اظہار کا سب سے اعلیٰ ذریعہ رہے ہیں۔ صوفیا کرام، حکما، تخلیق کاروں، ادیبوں، شاعروں اور دانشوروں کے مکاتیب ادبی تاریخ میں بلند مقام رکھتے ہیں۔ مکاتیب میں علم وادب اور مکتوب الیہ کے بارے میں اساسی معلومات کے ساتھ مکتوب نگار کے خیالات و حالات سے بھی آگاہی حاصل ہوتی ہے۔ بقول مولوی عبدالحق:

> ”ادب میں سینکڑوں دلکشیاں ہیں اس کے بے شمار راہیں اور ان گنت گھاتیں ہیں لیکن خطوں میں وہ جادو ہے (بشرطیکہ خط لکھنا آتا ہو) جو اس کی کسی اور ادا میں نہیں“۔(۱)

خطوں کے ذریعے انسان کی سیرت و کردار کا اندازہ بھی کسی حد تک کیا جاسکتا ہے اور اس کی ذاتی زندگی کے بہت سے گوشے بے نقاب ہوتے ہیں۔ اس میں لکھنے والے کی طبیعت اور شخصیت واضح ہوتی ہے۔ مکتوب نگار کی سماجی زندگی اور ادبی میلانات بھی سامنے آتے ہیں۔

مکاتیب دلی جذبات اور باطنی کیفیات کا اظہار ہوتے ہیں۔ ایک پرخلوص مکتوب نگار اپنے خطوط میں سانس لیتا ہے اور خط اس کے باطن کی سرزمین سے پھوٹتے ہیں۔ خط لکھنا ایک فن ہے۔ خط مواصلت کی ایک قدیم قسم ہے۔ خطوط عام طور پر انتہائی نجی یا ذاتی، جذباتی، موضوعاتی، واقعاتی اور مفصل امور کے حامل ہوتے ہیں۔ مکاتیب میں دو اور دو چار کی کارفرمائی ممکن نہیں ہوتی کیونکہ خطوط تو مومن خاں مومن کے شعر کی کیفیاتی سچائی کا منظر نامہ ہوتے ہیں کہ:

تم مرے پاس ہوتے ہو، گویا
جب کوئی دوسرا نہیں ہوتا(۲)

ہم ایک شخص سے کوئی بات کہنا چاہیں اور وہ شخص ہمارے سامنے موجود نہ ہو تو اپنی بات یعنی عرض مدعا اس شخص کو لکھ بھیجنا مکتوب نگاری ہے۔

خط بڑا ہی نازک فن ہے، خطوط کاریگری ہے اور آئینہ سازی بھی ہے۔ خطوط مختصر اور محدود بھی اور وسیع و بے کراں بھی، مکتوب حد سے زیادہ شخصی بھی مگر اس کے باوجود آفاقی اور اجتماعی بھی ان میں دانش اور بنیش بھی ہوتی ہے۔ خطوط مکتوب نگار کے لیے محض عرض سخن ہے مگر قاری کے لیے گنجینہ فن ہوتے ہیں۔ مولوی عبدالحق نے ٹھیک ہی کہا ہے کہ

"خط.....دلی خیالات وجذبات کا روزنامچہ اور اسرارِ حیات کا صحیفہ ہے۔اس میں وہ صداقت اور خلوص ملنا چاہئے،جو دوسرے اصناف یا طریق اظہار میں نظر نہیں آتا۔"(۳)

خطوط کے دائرے میں وہ تمام موضوعات سموئے جاسکتے ہیں جن کا تعلق انسان کے ذہنی ارتقا اور زندگی کے مختلف گوشوں سے ہوتا ہے۔مکتوب نگار کو خطوط میں ایک عام انسان کی مانند زندگی کے بہاؤ میں بہتے اور اس سے ہنر آزما ہوتے دیکھا جاسکتا ہے۔

اپنے مراسلات کے توسط سے مکتوب نگار بعض حالات میں اپنی سوانح عمری کے لیے بہت سا خام مواد مہیا کرتا ہے، جو اس کے سوانح نگاروں کے لیے براہ راست ماخذ کا کام دیتے ہیں۔مکتوب نگار اپنے دور کے حالات کا تذکرہ بھی کرتا ہے اور اپنے معاصرین کے کوائف کا تذکرہ اور ان پر تبصرہ بھی کرتا ہے۔

مکتوب ترسیل وابلاغ کا ایک بہترین ذریعہ ہے۔مکتوب نگاری کی تاریخ بہت قدیم ہے۔تہذیب وتمدن کے ارتقائی دور کے ساتھ جب تحریروں کے سلسلے آگے بڑھے تو مکتوب نگاری بھی اس کے ذیل میں آگئی تحقیقات کی روشنی میں کہا جاتا ہے کہ دنیا کا قدیم ترین خط جس کا ذکر قرآن مجید کی بعض تفسیروں کے مطابق حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف کو اس وقت لکھا تھا جب وہ عزیز مصر تھے۔مگر مذکورہ خط کا متن اب تک سامنے نہیں آسکا۔اس لیے کہا نہیں جاسکتا کہ اس وقت اس کی کیا شکل رہی ہوگی۔

"مکتوب نگاری کا اولین نمونہ اس خط کو کہا جاسکتا ہے جو حضرت سلیمان علیہ السلام نے ملکہ بلقیس کو ارسال کیا تھا۔اس خط کا پورا متن قرآن مجید میں لفظ بہ لفظ موجود ہے اس بنیاد پر اسے دنیا کا اولین خط مانا جاسکتا ہے"۔(۴)

اسلام کے ظہور نے عربی خط نگارری کو نیا انداز عطا کیا۔عربی نثر ایک نئے اور جدید انداز سے متعارف وروشناس ہوئی۔حضور پاک ﷺ کی جانب سے بھیجے گئے خطوط اب مرتب شکل میں دستیاب ہیں۔خلفائے راشدینؓ کے خطوط بھی مجتمع ومحفوظ ہیں جو عرب انشا پردازی کے بہترین نمونے ہیں۔ بنو امیہ اور بنو عباس کے عہد میں حکومت کے زیر اثر لکھے جانے والے مکاتیب کے فن کو باقاعدگی اور ایک نئی روش بخشی۔

فارسی زبان میں بھی عربی کی طرح مکتوبات کا گراں قدر سرمایہ موجود ہے۔بزرگانِ دین اور صوفیائے کرام کے خطوط اور ان کی مراسلت اہلِ ایمان کے لیے تبرکات اور اہم دستاویزات کا درجہ رکھتے ہیں۔فارسی مکتوب نگاری کا سلسلہ اردو خطوط نگاری کے ساتھ بھی جاری رہا۔(۵)

مکتوب نگاری دو انسانوں کے مابین تعلقات کی ترجمانی کرنے والی ایک ایسی صنف نثر ہے جس میں غیر افسانوی انداز میں خیالات کی ترسیل ہوتی ہے اور حقیقت حال بیان کی جاتی ہے۔ماضی میں جو لوگ فاصلوں پر رہتے تھے،تبادلہ خیالات اور خیر وعافیت جاننے کے لیے بے چین رہتے تھے۔ان کے آپسی تعلقات کا ایک ذریعہ ''خطوط'' تھے۔خط لکھنا ایک فن ہے بقول خورشید الاسلام:''خط لکھنے کے لیے صرف قلم اور کاغذ کی ضرورت ہے تو خط لکھنے پر حرف آتا ہے اور نہ خط لکھنے والے پر،کاغذ اور قلم ہی نہیں اس میں خونِ جگر بھی شامل ہے۔''(٦)

''خط''عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی ''سطر''یا'' تحریر''کے ہیں۔عربی میں لفظ اصطلاحی طور پر ''تحریر''کے معنی میں استعمال ہوا ہے اور مکتوب یا مراسلے کے معنی بھی۔

لفظ ''خط'' کا اطلاق کسی بھی لکھی ہوئی تحریر پر ہوتا ہے۔ادب کی اصطلاح میں اب خطوط نگاری ایک صنف ادب کے درجے کو پہنچ رہی ہے۔مکتوب،نامہ،رقعہ اور مراسلہ اس کے مترادفات ہیں۔

قائد-اللغات مولفہ ابو نعیم عبد الحکیم خان نشر جالندھری میں خط کا مطلب یوں درج ہے:

"خط عربی مذکر لفظ ہے جس کا مطلب تحریر،نوشتہ،رقعہ،چٹھی،مکتوب نامہ،دستخط ،ہاتھ کا لکھا،سند،دستاویز،لکیر اور لائن وغیرہ درج ہے جبکہ خط کتابت (ع۔ف) مونث۔مراسلت،چٹھیاں جو ایک دوسرے کو لکھی جائیں۔'' (٧)

مہذب اللغات،نور اللغات اور فرہنگ آصفیہ میں بھی مکتوب بہ معنی نامہ،مراسلہ اور مرقوم لکھا ہوا ہے۔خطوط وہ تحریریں ہیں جن میں مکتوب نگار اپنے خیالات وجذبات کو قلم بند کر کے مکتوب الیہ کو بھیجتا ہے۔بقول ڈاکٹر سید عبد اللہ:

''خط نگاری ادب کے دوسرے شعبوں کے برعکس اصلاً ادب نہیں بلکہ محض ایک ضروری مزاج،خاص استعداد اور خاص فضا میسر آجائے تو یہ ادب بن سکتی ہے۔مگر خط کو ادب بنانے کا کام بہت مشکل ہے۔یہ شیشہ گری ہے بلکہ اس سے بھی نازک

تر'.....خط نگاری اصلاً فن لطیف نہ بھی ہو تب بھی بعض اوقات فن کے درجہ اعلیٰ تک پہنچ جاتی ہے۔"(۸)

مکتوب کا تعلق عام طور پر نجی زندگی سے ہوتا ہے۔اس لیے کاتب اور مکتوب الیہ کے رشتے زمان و مکان سے منسلک ہوتے ہیں اس لیے خط لکھنے والا عام طور پر بے تکلف ہوتا ہے جس سے مکتوب نگار کے جذباتی مدوجزر قارئین کے سامنے آجاتے ہیں۔ خطوط مکتوب نگار کی شخصیت اور سیرت کے سچے آئینہ دار ہوتے ہیں۔ کچھ مکاتیب کے موضوعات قومی اور عالم گیر بھی ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مکتوب کے مواد اردو مشمولات کی نوعیت کاتب اور مکتوب الیہ کے رشتے کے ساتھ بدلتے رہتے ہیں۔ غرض مکاتیب میں ہمیں فردِ واحد کے مصائب وآلام اور معاشرے کے دیگر واقعات کا بڑے قریب سے مطالعہ کرنے کا موقع ملتا ہے۔ خطوط سے مکتوب نگار کی نفرت، محبت، خلوص، ریا، مہر اور وفا جیسے جذبات کی بھرپور ترجمانی ہوتی ہے۔اس لیے کسی کی سوانح عمری مرتب کرنے کے لیے خطوط اہم ماخذ ہو سکتے ہیں۔ خلیق انجم خطوط کو سوانح نگاری کا بہترین ماخذ قرار دیتے ہوئے کہتے ہیں:

"سوانح نگاری کے بہترین ماٰخذ خطوط ہوتے ہیں۔ فنکار کے خاندانی حالات، اس کی زندگی کے بیشتر واقعات، اس کے عقائد و نظریات، اس کی سیرت و شخصیت کا پورا علم ان ہی خطوط سے ہوتا ہے۔ فنکار اپنے پیش رو فنکاروں کے بارے میں کیا رائے رکھتا ہے۔ اپنے ہم عصروں کو کس نظر سے دیکھتا ہے، اپنے فن اور خود اپنی ذات کے بارے میں اس کی کیا رائے ہے۔ یہ سب بہت واضح انداز میں تو فنکار کے خطوط میں ،اور اکثر ذرا مبہم آپ بیتیوں اور روزنامچوں میں ملے گا۔"(۹)

پچھلے زمانوں کے قلم و قرطاس کے مکاتیب اور روزنامچے آج تحقیق کا ایک بڑا آلہ ہیں۔ جب یہ خطوط کسی ادبی شخصیت نے لکھے ہوتے ہیں تو ان کی تحقیقی و تجریاتی اہمیت مزید بڑھ جاتی ہے۔

اردو کے قدیم ترین خطوط کی تحقیق و جستجو کا کام اس لیے بھی زیادہ اہم ہے کہ زبان میں عہد بہ عہد جو تبدیلیاں ہوتی رہی ہیں ان کا کچھ اندازہ ہو سکے۔ ابتدا سے عہدِ حاضر تک تمام خطوط اگر اپنی اولین اور بدلتی کیفیوں کے ساتھ دستیاب ہو جائیں تو ان کی روشنی میں ان کے لکھنے والوں کی شخصیت سے روشناس ہونے کے علاوہ ہر عہد میں لسانیاتی نقطہ نظر سے زبان میں جو تبدیلیاں واقع ہوئیں ہیں ان سے کما حقہ واقفیت ہو سکے گی۔

ذاتی خطوط کی تحقیقی اہمیت کے حوالے سے پہلا سوال یہ اٹھتا ہے کہ یہ خطوط ماضی کے بارے میں ہر دو شخصیات (مکتوب نگار و مکتوب الیہ) کے بارے میں اور خط لکھے جانے کے اوقات کے بارے میں کس طرح سے تحقیق کا دریچہ کھولتے ہیں۔

بعض ادیبوں نے خود ہی اپنے خطوط شائع بھی کروائے جو ترمیم و اضافے اور تدوین کے عمل سے بھی گزرے۔ ان کی اصلیت کے بارے میں پتا چلانا یعنی اصل مخطوطوں کو جانچنا بھی متنی تنقید کے حوالے سے قابلِ توجہ ہے۔ ایسے ذاتی خطوط کا مطالعہ ایسا آسان کام بھی نہیں کہ ان کی عبارت دیکھ کر، واقعات اور سنین جان کر ہم کوئی نتیجہ اخذ کرلیں۔ خطوط بھی ''متن'' کی ایک قسم ہوتے ہیں اور ان کی بھی مختلف تشریحات کی جاسکتی ہیں۔ خطوط کو جانچنے کے لیے سب سے پہلے ان کے اصل ہونے کا جائزہ لینا اہم ہے۔ مکتوب ادبی شان اور مقام و مرتبہ کے حامل کب ہوتے ہیں بقول ڈاکٹر سید عبد اللہ:

> ''خطوط نگاری خود ادب نہیں مگر جب اس کو خاص ماحول، خاص مزاج، خاص استعداد، ایک خاص گھڑی اور خاص ساعت میسر آجائے تو یہ ادب بن سکتی ہے۔''(۱۰)

خطوط میں انسان کی شخصیت بے حجاب ہوتی ہے اور اس کی باطنی کیفیات تک کے خدوخال ابھرے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ خطوط نہ صرف سوانح بلکہ سیرت نگاری کے لیے بھی خام مواد فراہم کرتے ہیں۔ مکتوب نگار اپنی شخصیت سے الگ اس زمانے، شہر اور اپنے دوستوں کے حالات درج کرتا ہے اسی وجہ سے مکتوبات کے مطالعے سے سوانح عمریوں کی ادبی اہمیت اور شخصی مرقع نگاری میں اضافہ ہوتا ہے۔ لیکن خطوط سے صاحبِ سوانح کے متعلق مواد اخذ کرنے کا انحصار اس کے صحیح ذوق انتخاب اور اس کی قوت فیصلہ پر ہے اور مکتوب نگار کے خطوط کس نوعیت کے ہیں اور صاحبِ سوانح کے کس دورِ زندگی سے تعلق رکھتے ہیں۔

خط کو آدھی ملاقات کہا جاتا ہے لیکن یہ آدھی ملاقات پوری یعنی بالمشافہ ملاقات سے بھی زیادہ پائیدار اور دیرپا اثرات رکھتی ہے کیونکہ بالمشافہ ملاقات کے دوران میں ہونے والی گفتگو ہوا میں تحلیل ہو کر اپنا وجود کھو دیتی ہے لیکن خط میں لکھے ہوئے معاملات، الفاظ اور ان کا مفہوم ہمیشہ تروتازہ رہتا ہے۔ تمام ناقدین اور محققین اس بات پر متفق ہیں کہ خطوط اپنے اندر اتنی جامعیت اور وسعت رکھتے ہیں کہ ایک

عہد کے خطوط میں اس وقت کا پورا عہد سانس لے رہا ہوتا ہے۔ عطا الحق قاسمی اس آدھی ملاقات کو ادھوری ملاقات قرار دیتے ہوئے کہتے ہیں۔

خطوں میں ہوتیں ہیں جس قدر وہ باتیں ادھوری ہیں
میری جاں !اس طرح کی سب ملاقاتیں ادھوری ہیں (۱۱)

عربی کے مشہور مقولہ "المکتوب نصف الملاقات" کے بجائے ایک مکتبہ فکر کا خیال ہے کہ مکاتیب کو "بہتر از ملاقات" کہنا چاہئے کیونکہ دوبدو ملاقاتوں میں بعض اوقات جو تلخیاں اور غلط فہمیاں پیدا ہو جاتی ہیں ان کی صفائی اور ازالے کا امکان خطوط کے ذریعے ممکن ہو سکتا ہے۔ اکثر بڑے بڑے بے باک جری اور صاف گو افراد جو باتیں آمنے سامنے کہتے ہوئے جھجکتے ہیں انھیں چٹھی کے ذریعے بیان کر دیتے ہیں۔ اسی لیے خط ظاہر ملاقات سے بھی بہتر ملاقات کا درجہ رکھتے ہیں۔

خط ایک دلچسپ حقیقت کا نام ہے۔ اس کی ہر دلعزیزی کا عالم یہ ہے کہ چھوٹا ہو یا بڑا، امیر ہو یا غریب، جاہل ہو یا فاضل ہر شخص خط سے یکساں دلچسپی رکھتا ہے اور اچھے خطوط وہی ہوتے ہیں جن سے ہر عمر، ہر مزاج اور درجے کا آدمی لطف اندوز ہو سکتا ہے۔ پروفیسر رشید احمد صدیقی نے ایک جگہ لکھا کہ "خطوط کا معاملہ عشق و محبت کا ہے۔ جس طرح محبت ہو جاتی ہے کی نہیں جاتی۔ اسی طرح خط بھی لکھ جاتا ہے لکھا نہیں جاتا۔"(۱۲)

خط بے ساختہ اظہار رائے کا مجموعہ ہوتا ہے گفتنی اور ناگفتنی دونوں طرح کی باتیں بغیر کسی تامل اور تکلف کے اس میں لکھ دی جاتی ہیں جو دل میں ہوتا ہے اسے کاغذ پر اتارا جاتا ہے۔ بعض اوقات رسمی یا تعزیتی خطوط بھی لکھے جاتے ہیں۔

جب سے مشاہیر خصوصاً ادیبوں کے خطوط کی جمع آوری اور رسائل میں یا کتب کی صورت میں اشاعت کا سلسلہ شروع ہوا اور ناقدینِ فن نے ان کے اپنے مکاتیب کی روشنی میں سائنسی انداز اختیار کرتے ہوئے ان کی تحریروں، ان کے افعال و اعمال اور زندگی کے شب و روز کو دیکھنا شروع کیا اور ان کی مدد سے کڑی سے کڑی ملاتے ہوئے بعض خفیہ اور ناگفتنی معلومات کے حصول کے علاوہ نامہ نگار کی باطنی دنیا تک پہنچ گئے ہیں تو ہر سطح اور ہر مکتبہ فکر کے مشاہیر نے محتاط یا خوف زدہ ہو کر اول تو ہر کس و ناکس کو خط لکھنا ہی چھوڑ دیا ہے اور اگر بحالتِ مجبوری لکھا بھی تو قلم سنبھال کر خط لکھنے کا ڈھنگ اپنا لیا ہے۔ وہ ایسا اس لیے کرتے ہیں کہ ان کے خط سے کوئی منفی کام نہ لیا جائے۔

ان تمام پہلوئوں کے باوجود بے ساختہ اور برجستہ ہونے کی وجہ سے خط کا کوئی نہ کوئی جملہ یا نکتہ کہیں نہ کہیں ایسا دریچہ کھول دیتا ہے جس سے مکتوب نگار کی وارداتِ قلبی کے ساتھ ساتھ اس عہد کے بعض ایسے صاف، واضح اور بعض اوقات چونکا دینے والے نقوش برآمد ہوتے ہیں۔

خطوط نگاری کا آغاز عموماً ان دوستوں اور دلی محرموں کے ساتھ ہوتا ہے جن سے ہر راز بے ساختہ کہہ دیا جاتا ہے۔ بعض اوقات اپنے عزائم و افکار کے چہرے سے اس لیے پردہ اٹھایا جاتا ہے کہ دوست اور احباب خوش ہوں ان کے دل میں اعتبار جم جائے۔ البتہ دائرہ شہرت پھیلتا اور وسیع تر ہوتا جاتا ہے تو اجنبی اور نامحرم بھی مکتوب الیہم میں شامل ہونے لگتے ہیں۔ اس وقت ساخت کی دیواروں کا چناو شروع ہو جاتا ہے، لیکن خاصا بڑا سرمایہ اس آمیزش سے محفوظ رہتا ہے۔

ویسے بھی کوئی صاحبِ علم و قلم اپنے خطوط کی اشاعت کا خیال بھی اس وقت تک دل میں نہیں لا سکتا جب تک وہ اپنا مقام نہ بنا لے اور یہ درجہ اکثر اکابر کو عمر کے خاصے مراحل طے کر لینے کے بعد نصیب ہوتا ہے جبکہ خطوط نگاری کا سلسلہ ابتدا سے جاری رہتا ہے لہٰذا عقل سلیم کا فیصلہ یہی ہونا چاہئے کہ ذخیرہ مکاتیب کا بڑا حصہ تکلف اور بناوٹ کی آمیزش سے پاک ہوتا ہے۔ رشید حسن خاں مرحومین کے خطوط کی اشاعت کے حوالے سے کہتے ہیں کہ

> ”مرحومین کے خطوں کو چھپنا چاہئے مگر تحریف اور دخل اندازی کے بغیر یعنی کسی مرتب کو یہ حق حاصل نہیں کہ بعض لفظوں کی جگہ نقطے لگائے یا ایک لکیر کھینچ دے۔ یہ ہو سکتا ہے کہ بعض لفظ، جملے یا سطریں مرتب کے خیال میں شائع ہونے کے قابل نہ ہوں، مگر مرتب کو یہ حق دیا کس نے کہ وہ اپنے خیال سے کام لے کر دوسرے شخص کی عبارت میں ردو بدل کرے؟ کسی شخص کو یہ حق حاصل نہیں ہو سکتا۔ اگر مرتب میں اتنا حوصلہ نہیں، اتنی جرات نہیں کہ وہ سب کچھ چھاپ سکے، تو پھر اسے مصلحت اندیش، عافیت دوست یا کمزور اعصاب رکھنے والے کے لیے جائز ہی نہیں کہ وہ ایسے کسی مجموعے کو شائع کرنے کا خیال دل میں لائے۔“(۱۳)

مکتوب نگاری کی سب سے بڑی خوبی اس کا سادہ اور بھولا پن ہے اور یہ خوبی خاص طور پر ان خطوط میں پائی جاتی ہے جو ہم عمروں کو لکھے جاتے ہیں ان میں فطری طور پر جذبہ خلوص زیادہ ہوتا ہے اور

مکتوب نگار اپنی باتوں کو بے کم و کاست پر خلوص انداز میں پیش کرتا ہے۔ جو اپنے سے بڑے اور کسی دوسرے بزرگ کو نہیں بتا سکتا۔

ہم عمروں کے درمیان لکھے گئے خطوط میں ایک خاص قسم کی دل نشینی پائی جاتی ہے جو قارئین کے دلوں کو مسحور کر دیتی ہے۔ خط چونکہ ذاتی چیز ہوتی ہے، اس لیے اس کے ذریعے لکھنے والے کی شخصیت سب سے نمایاں ہوتی ہے اور یہ عناصر اس کی زندگی کے بہت سے لطیف رشتوں کو بھی اجاگر کرتے ہیں۔

خطوط کی دلچسپی کا انحصار مکتوب نگار کی اپنی صلاحیت پر ہوتا ہے۔ ادب میں خطوط ہی ایسا فن ہے جس کے ذریعے ہم لکھنے والے کی سب سے زیادہ نمایاں شکل و صورت دیکھ سکتے ہیں اور اس کے مزاج کو سمجھ سکتے ہیں۔ ادب میں کسی صنف میں یہ بات اس انداز سے نہیں پائی جاتی۔ مکاتیب سے جو تاثریت یا اثر پذیری پیدا ہوتی ہے وہ اس کا ذاتی ہونا ہے یہی وجہ ہے کہ عام زندگی میں جو ذاتی خطوط ہوتے ہیں وہ ادب کا درجہ حاصل کر لیتے ہیں۔ ڈاکٹر نسرین ممتاز بصیر اس حوالے سے لکھتی ہیں کہ

> ”خطوط ہر عمر کے افراد کو لکھے جاتے ہیں لیکن زیادہ تر دلچسپ خط صرف وہی ہوتے ہیں جو ہم عصروں یا برابر کی حیثیت والوں کو لکھے جائیں کیونکہ ایسے خطوط میں لکھنے والا نہ تو ناصح ہوتا ہے اور نہ مطیع و فرماں بردار بلکہ ایسا ہم پلہ کہ بے تکلف اور بے جھجک طور پر اپنی بات کہہ جاتا ہے اور کبھی کبھی اپنی کمزوریوں پر سے پردے ہٹا دیتا ہے"۔(۱۴)

دل سے نزدیک پھر بھی دور، آنکھوں سے دور پھر بھی نزدیک! یہ خط کی اصل فضا ہے۔ اچھے خط کے لیے رسمی مکالمہ ضروری نہیں صرف بول چال کی سی ہے۔ ڈاکٹر ہارون قادر ابجد تحقیق میں لکھتے ہیں:

> ”مشاہیر کے خطوط نہ صرف ان کی اپنی ذات کے کئی پوشیدہ پہلوؤں کی نشاندہی کرتے ہیں بلکہ ان کے دور کے بہت سے سیاسی و معاشرتی تاریک گوشوں پر بھی روشنی ڈالتے ہیں۔ مکاتیب کے مطالعہ سے مکتوب نگاری کی علمی استعداد اور افکار و نظریات کا علم ہوتا ہے۔ بہت سی تاریخی شہادتیں فراہم ہوتی ہیں۔ جس زمانے میں خط لکھا جاتا ہے اس زمانے کی زبان و ادب اور اسلوب کا اندازہ ہوتا ہے۔ خصوصی طور پر مکتوب نگار کی ذاتی بصیرت، دانش، اور علمی استعداد کا پتا چلتا ہے"(۱۵)

ادبی اور علمی خطوط ایک صنف نثر کی حیثیت سے کئی اعتبار سے بہت اہمیت رکھتے ہیں کسی مکتوب نگار کے خطوط اس کے میلانات اور رجحانات ، پسند و ناپسند، جذباتی و نفسیاتی کیفیات، عادات و خصائل کو قارئین کے سامنے لایا جاتا ہے۔

مکاتیب میں مکتوب نگار کے وہ گوشے بے نقاب کیے جاتے ہیں جو قاری کی نظروں سے اوجھل ہوتے۔

دور جدید میں برقی ذرائع ابلاغ نے حالات کی کایا پلٹ دی۔ ای میل، ایس ایم ایس، فیکس، اور وٹس ایپ نے فاصلوں کو کم کر دیا ہے۔ فیس بک ٹیوٹیٹر، وٹس ایپ اور ایس ایم ایس کے ذریعے پیغام بھیجا جانا مکتوب نگاری کا سستا ترین نعم البدل ہو سکتا ہے۔ مستقل میں مشاہیر کے اس طریقے کے پیغامات کو بھی کتابی صورت میں یکجا کیا جا سکتا ہے۔ مگر ایسے میسجز کا اندازہ نہیں ہو پاتا کہ جس کا موبائل ہے کہ اسی نے پیغام بھیجا ہے یا اس کے کسی عزیز نے کہا ہے۔ اس لیے خطوط کی اہمیت مسلم ہے۔

قدیم مخطوطات کی بازیافت جن کی علمی ، ادبی اور تاریخی اہمیت ہو انھیں منشائے مصنف کی مطابق ترتیب دینا تدوین کہلاتا ہے۔ مکتوبات کی تدوین بھی اس طرح کی جاتی ہے۔ کیونکہ منشائے مصنف کے مطابق متن کو ترتیب دینے کے کچھ اصول و ضوابط ہوتے ہیں اور ان سے عہدہ برا ہو کر ہی مدون متن کو ترتیب دے سکتا ہے۔ تحقیق و تدوین کا کام دیدہ ریزی اور جگر کاوی کے مطالعہ ادیبوں، شاعروں، دانشوروں، تخلیق کاروں کے خطوط ادبی تاریخ میں بلند مقام رکھتے ہیں۔

مکاتیب میں علم و ادب کے مختلف موضوعات کے علاوہ مکتوب نگار اور مکتوب الیہ کے بارے میں اساسی اور اہم معلومات پر روشنی ڈالتے ہیں۔ جن میں اسلوب نگارش، افتاد طبع، علمی و ادبی دلچسپیاں شامل ہیں۔ مکتوبات مشاہیر علم و ادب اور محققین کے لیے ہی نہیں بلکہ علم و نظر کے لیے دلچسپ آرا اور تاثرات پائے جاتے ہیں۔ مشاہیر کے خطوط نے ان میں پائی جانے والی علمی و فکری سمت کی نشاندہی کی ہے اور تحقیقی کاوشوں کے پہلوؤں کو نمایاں کیا ہے۔ مکتوبات بنیادی طور پر فی البدیہہ، برجستہ، برمحل اور اپنے دل میں چھپے جذبات، خیالات و احساسات بہ الفاظ دیگر دل کی باتیں لکھی جانے والی تحریر ہوتی ہے جو تمام تکلفات سے مبرا ہوتے ہے۔

مکتوباتی ادب تاریخ نثر کا ایک اہم جزو ہے اس کا دائرہ نثر سے ملا ہوا بھی ہے اور اس سے علیحدہ بھی، مکتوبات میں نثر کی تمام خوبیاں پائی جاتی ہیں۔ اردو مکتوب نگاری کے سلسلے میں ادبی تحقیق و تلاش میں

محققین اور مدونین کی گہری دلچسپی رہی ہے۔ مکتوبات کی دنیا زندگی سے بھرپور، بڑی دلچسپ اور دل نشین ہے ان مکتوبات کی مدد سے تاریخ ادب اور نفسیات کے بہت سے گوشے اُجاگر ہو سکتے ہیں۔ مگر مکتوبات کے ذریعے شخصیت کے سارے پہلو واضح نہیں ہوتے لیکن مکتوب نگار کی شخصیت کے مخفی گوشے ضرور ظاہر ہوتے ہیں اسی وجہ سے مکاتیب کے ذریعے تاریخ کے خشک واقعات کو جاندار بنایا جاسکتا ہے۔

ہم دوسروں کی زندگی کے بارے میں معلوم کرنے میں دلچسپی محسوس کرتے ہیں۔ دوسروں کی کامیابی یا ناکامی، محبت ہو یا نفرت، ہمارے لیے بہت اہمیت کی حامل ہے اس لیے اچھے خطوط اور اچھی خود نوشت وہی سمجھی جاتی ہے جس میں لکھنے والے کی شخصیت پورنے طور پر جلوہ افروز ہو اور اس سے ہم ذاتی ملکی اور تاریخی معلومات حاصل کر سکیں۔ گردوپیش کی چیزوں کے بارے میں اس کے تاثرات سے ہمیں مکتوب نگار کے بارے میں صحیح رائے قائم کرنے میں مدد ملتی ہے۔

خط بے ساختہ اظہار رائے کا مجموعہ ہوتے ہیں گفتی و ناگفتی دونوں طرح کی باتیں مکاتیب میں بغیر تامل اور تکلف کے لکھ دی جاتیں ہیں۔ دور بیٹھے ساتھیوں سے براہ راست بات چیت کا دل چاہے تو عموماً خطوط کا سہارا ہی لیا جاتا ہے۔ دستاویزی تحقیق میں سب سے زیادہ اہمیت خطوط کی ہوتی ہے۔ خطوط کسی شخصیت کے گہرے اور تفصیلی شخصی و نفسی مطالعے کے لیے سب سے اہم ماخذ ہوتے ہیں۔

حواشی:

۱۔ مقدمات مولوی عبدالحق، مرتبہ، ڈاکٹر عبادت بریلوی، دہلی: اعتقاد پبلشنگ ہاؤس، ۱۹۷۵ء، ص ۳۶۸

۲۔ مومن خان مومن کلیات مومن۔ مرتبہ امتیاز علی تاج لاہور: مجلسِ ترقی ادب ۱۹۶۴ء، ص۳۹

۳۔ مولوی عبدالحق بحوالہ نسیم عباس احمد ترتیب و تدوین ''ن۔م راشد کے خطوط'' لاہور: پاکستان رائٹر کوآپریٹو سوسائٹی ۲۰۰۸ء، ص۹

۴۔ نسرین ممتاز بصیر، ڈاکٹر ''خط، مفہوم، تعریف اور روایت''، مشمولہ '' خط نگاری مباحث روایت اور اہمیت''، مرتبہ: سید جاوید اقبال، حیدر آباد: قصر الادب، ۲۰۱۵ء، ص ۴۴

۵۔ عبد اللہ، ڈاکٹر سید، ''اردو خط نگاری''، مشمولہ '' خط نگاری مباحث روایت اور اہمیت''، مرتبہ جاوید اقبال، حیدر آباد: قصر الادب، ۲۰۱۵ء، ص ۱۴

۶۔ خورشید السلام، ڈاکٹر، '' خطوط نگاری''، مشمولہ ''اردو مکتوب نگاری منتخب مقالات''، مرتبہ پروفیسر ڈاکٹر اشفاق حسین بخاری، اسلام آباد: شاخ زریں، ۲۰۱۵ء، ص ۶۰

۷۔ ابو نعیم عبد الحکیم خاں نشر جالندھری (مولف) ''قائد اللُّغات''، نظر ثانی و اضافہ، سید حامد لطیف چشتی، لاہور: حامد اینڈ کمپنی، طبع دوم، س ن، ص ۴۷۵

۸۔ عبد اللہ، ڈاکٹر سید، ''اردو خط نگاری''، مشمولہ، ''خط نگاری مباحث روایت اور اہمیت''، مرتبہ: سید جاوید اقبال حیدر آباد: قصر الادب، ۲۰۱۵ء، ص ۵

۹۔ خلیق انجم، ڈاکٹر، '' غالب کے خطوط ''(جلد اول)، نئی دہلی: غالب انسٹی ٹیوٹ، ۱۹۸۴ء، ص ۱۳

۱۰۔ عبد اللہ، ڈاکٹر سید، ''اردو خط نگار''، مشمولہ ''نقوش ''(مکاتیب نمبر)، جلد اوّل، ۱۹۵۷ء، ص ۱۵

۱۱۔ عطا الحق، قاسمی، '' ملاقاتیں ادھوری ہیں''(شعری مجموعہ)، لاہور: نستعلیق مطبوعات، ۲۰۰۶ء، ص ۴۳

۱۲۔ رشید احمد صدیقی، پروفیسر ''مکتوب نیاز پر اظہار خیال''، ماہنامہ '' نگار''، جولائی ۱۹۴۰ء، ص ۱۸

۱۳۔ رشید حسن خاں، تفہیم (مجموعہ مضامین)، نئی دہلی: مکتبہ جامعہ، ۱۹۹۳ء، ص: ن د

۱۴۔ نسرین ممتاز بصیر، ڈاکٹر، '' خط کا مفہوم، تعریف اور اردو مکتوب نگاری کی روایت''، مشمولہ ''خط نگاری مباحث، روایت اور اہمیت''، مرتبہ، سید جاوید اقبال حیدر، قصر الادب، دسمبر ۲۰۱۵ء، ص ۳۱

۱۵۔ ھارون قادر، ڈاکٹر "ابجد تحقیق" لاہور: الوقار پبلی کیشنز ۲۰۱۴ء، ص ۱۵۴